ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

اقبال کی نرگسیت: ڈاکٹر سلیم اختر کی نظر میں

NARGASSIAT OF IQBAL: IN THE VIEW OF DR. SALEEM AKHTAR

آصف مسعود

پی ایچ ڈی سکالر، منہاج یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر مختار احمد عزمی

شعبہ اردو، منہاج یونیورسٹی لاہور

Abstract:

According to the aforementioned mythological concept of Nargassiat, Freud's concept, various dictionaries, encyclopedias and Dr. Salim Akhtar, Dr. Allama Muhammad Iqbal is not a Nargassiat poet in any way, nor does he meet the definition of Nargassiat in any way. We can call him a Nargassiat poet. So far, Dr. Salam Sandelvi has relied heavily on Karen Harney. Karen Horney also disagreed with Freud on many issues, but she separated the concept of Nargassiat from the psychological background and saw it in the social background.

Keywords: aforementioned, Nargassiat, Salim Akhtar, disagreed, separated, psychological.

ڈاکٹر سلیم اختر نے اقبال کا نفسیاتی مطالعہ کرتے ہوئے جن پہلوؤں پر قلم آزمائی کی ان میں سے یہ عنوانات قابل ذکر ہیں "کیا اقبال نرگسی تھے ؟" اور "اقبال کی شاعری میں نرگسیت "۔اس حوالے سے، پروفیسر محمد عثمان لکھتے ہیں۔

"علامہ اقبال نے اپنے انگریزی خطبات میں مذہب سے بحث کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا کہ اس راہ کی تین منزلیں ہیں۔پہلی منزل ایمان کی ہے۔جہاں انسان مذہب یا مذہبی احکام کی بے چوں چرا تعمیل کرتا اور خود کو ایک ڈسپلن میں ڈالتا ہے۔دوسری منزل فکر کی ہے جہاں انسان سوچتا ہے اور ہر بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے لیے ایک نظام افکار ترتیب دیتا ہے۔ یہ منزل ما بعد الطبیعات کی ہے۔اگلی منظر عرفان و معرفت کی ہے جہاں انسان حقیقت کا فقط ادراک ہی نہیں کرتا بلکہ اس کے مشاہدے سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے۔اس مقام پر مذہب ایمان اور مابعدا لطبیعات سے گزر کر نفسیات کی منزل میں داخل ہوتا ہے گویا نفسیات کا مقام حقائق بینی کی آخری منزل ہے۔ "(۱)

پروفیسر محمد عثمان مزید لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر سلیم اختر نے جرات سے کام لیا جو علامہ اقبال کے نفسیاتی مطالعہ کا بیڑا اٹھایا۔وہ بہت توازن اور احتیاط سے لکھنے والے ہیں لیکن کہیں کہیں مجھے یہ لگا کہ ان کا قلم وضع احتیاط سے کچھ زیادہ ہی رک رک گیا۔حالانکہ انہیں زیادہ پر اعتماد ہونا چاہیے تھا۔اس سے ان کا مطالعہ اور دلچسپ ہو جاتا لیکن جو کچھ ہمارے سامنے ہے وہ بھی نہایت دلچسپ، دقیق اور قابل قدر ہے۔اس لیے کہ جو موضوع اور گوشے تشنہ رہ گئے ہیں مجھے یقین ہے کہ بہت جلد کوئی سلیم اختر سا نفسیات دان ان گوشوں سے سیر حاصل بحث کرے گا۔تاہم اس راہ میں اب جتنا بھی کام ہو گا، سلیم اختر کی پہل تسلیم کی جائے گی اور تنقید اقبال میں ایک نئی اور اہم جہت کی دریافت کا سہرا ان کے سر رہے گا۔قیامِ پاکستان کے بعد ادب میں نفسیات کے اثرات کا مطالعہ بوجوہ ایک خطرناک کام سمجھا جانے لگا تھا۔اس لئے کہ نفسیاتی نقاد کلیشوں کو توڑتا ہے اور نئی سمتوں کا سراغ لگاتا ہے۔یہ جامد معاشروں کو گوارا نہیں ہوتا۔ڈاکٹر سلیم اختر اپنی تصنیف "اقبال کا نفسیاتی مطالعہ "میں پاکستانی معاشرے میں نفسیات سے نفرت بارے لکھتے ہیں۔

"جس ملک میں نفسیات کو ناپسند کیا جاتا ہو کہ بعض نیک حضرات کے بموجب عالم اسلام کے خلاف یہ فرائڈ کی سازش ہے تو ایسی ذہنی فضا میں نفسیات سے شغف سود مند نہیں۔میرے متنازعہ ہونے میں میرے نفسیاتی مطالعات کا بہت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

زیادہ ہاتھ ہے۔حالانکہ ذاتی حیثیت میں میں خاصا بیبا واقع ہوا ہوں۔اس ضمن میں مجھے کسی طرح کا جواز یا دفاع پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔کسی کو آئینہ بھی تو دکھانا چاہیے۔(۲)

ڈاکٹر سلام سندیلوی کے مطابق نرگسی شعراء میں حاتم، آبرو، سراج اور انگ آبادی، اشرف علی فغاں، درد، سودا، میر، انشاء، رنگین، غالب، مومن، ناسخ، آتش، داغ، اقبال، مولانا محمد علی جوہر، ریاض، اصغر، فانی، یگانہ، چنگیزی، جگر مراد آبادی، شاد عارفی، فراق گور کھپوری، جوش ملیح آبادی اور ساغر نظامی شامل ہیں۔سندیلوی(۳) نے "اردو شاعری میں نرگسیت" کے پیش لفظ میں نرگسی انسان کے روپ اس طرح سے واضح کیے ہیں۔

"نرگسی انسان ہر حالت میں اپنی انا اور اپنی خودی کو بلند کرنا چاہتا ہے اور سماج میں ایک اعلیٰ مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کبھی وہ اپنی خودداری کا اظہار کر کے خود کو قابل احترام بنانے کی کوشش کرتا ہے، کبھی وہ اپنی خود پسندی نمایاں کر کے دوسروں کو مرعوب کرنا چاہتا ہے، کبھی وہ جذبہ محبوبیت کو پیش کر کے اپنی پرستش کرانا چاہتا ہے، کبھی وہ ہم جنسی کے رجحان کو بے نقاب کر کے اپنی ہی جنس پر اور اپنی ہی ذات پر فریفتہ ہو جاتا ہے، کبھی وہ اپنی تخلیقی خواہشات کی تکمیل کر کے اپنی عظمت میں اضافہ کرنا چاہتا ہے، کبھی وہ اپنی تصوریت کے ذریعے عوام پر اپنے بلند نظریات کا سکہ جمانہ چاہتا ہے۔ کبھی وہ جاہ وحشمت کا طالب بن کر اپنی موجودہ حیثیت کو بلند تر کرنا چاہتا ہے اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے بلند مقاصد میں ناکام ہو جاتا ہے تو بدرجہ مجبوری دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے۔ دراصل یہ سارے نکات ایک ہی نرگسی انسان کے مختلف رویئے ہیں۔اسی لیے ان میں تضاد نہیں ہے۔"(۳)

ڈاکٹر سلیم اختر، سلام سندیلوی کی نرگسیت کی تعریف سے متفق نہیں ہیں۔سلام سندیلوی کی تالیف "اردو شاعری میں نرگسیت" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"گزشتہ دنوں ڈاکٹر سلام سندیلوی کی تالیف اردو شاعری میں نرگسیت دیکھنے کا اتفاق ہوا تو اس تعجب خیز حقیقت کا انکشاف ہوا کہ ڈاکٹر سلام صاحب کے استدلال کی رو سے اردو کے دیگر لاتعداد شعراء کی مانند اقبال بھی نرگسی تھے۔ میں نے نفسیات کا جو تھوڑا بہت مطالعہ کیا ہے اس کی بنا پر مجھے یہ بات خاصی عجیب بلکہ عجیب وغریب معلوم ہوئی کہ میں تو اب تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ: "یہ تو آثار کچھ اس مرد مسلماں میں نہیں" ڈاکٹر سلام سندیلوی کی یہ تالیف اردو میں اپنے موضوع کے لحاظ سے منفرد قرار دی جا سکتی ہے لیکن ژرف نگاہی سے مطالعہ کرنے پر محسوس ہوتا ہے کہ اس میں بہت سا ایسا مواد بھی موجود ہے جو نہ ہوتا تو بہتر تھا۔نفسیاتی نقطہ نظر سے جائزہ لینے پر اس میں بیان کردہ امور اور ان سے اخذ شدہ تنقیدی نتائج بیشتر صورتوں میں گمراہ کن ہی نہیں بلکہ غلط بھی ثابت ہوتے ہیں شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اس تمام عمارت کی خشت اول ہی ٹیڑھی رکھی گئی یعنی نرگسیت کا جو مفہوم متعین کیا گیا اور اس کے لیے جن جزئیات کو اساسی قرار دیا گیا ان سے نرگسیت کا جو تصور معرض وجود میں آیا وہ اتنا غیر قطعی اور حدود نا آشنا ہے کہ اس کی روشنی میں ایسے ہی بیانات سامنے آ سکتے ہیں۔"(۲)

ڈاکٹر سلام سندیلوی کی کتاب "اُردو شاعری میں نرگسیت" پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر سلیم اختر اپنے مضمون "کیا اقبال نرگسی تھے؟" میں لکھتے ہیں۔

" یہ مضمون بطور خاص اس کتاب کی تردید میں نہیں لکھا جا رہا نہ ہی ڈاکٹر صاحب کی تمام آرا کو غلط ثابت کرنا میرا مقصد ہے۔ یہ مضمون اس ایک سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش ہے۔ جو کتاب پڑھ کر میرے ذہن میں پیدا ہوا یعنی کیا واقعی اقبال نرگسی شخصیت کے حامل تھے؟ جہاں تک اقبال کی حیات اور افکار کے بارے میں میرے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

محدود مطالعے کا تعلق ہے تو مجھے اردو کے ان نصف صد سے زائد شعراء کی مانند اقبال کو بھی نرگسی قرار دینے میں تامل ہے۔"(2)

علامہ اقبال نرگسی تھے یا نہیں اس بات کے تعین کے لیے پہلے نرگسیت کے صحیح نفسیاتی مفہوم کا تعین ضروری ہے یعنی نرگسیت Narcissus کیا ہے؟

نرگسیت کیا ہے؟

نرگسیت انگریزی زبان کے لفظ Narcissism کا اردو ترجمہ ہے جو کہ دو الفاظ Narcissus اور ism۔ کا مجموعہ ہے۔ نارسس (Narcissus) کے معنی نرگس جبکہ ازم (ism۔) کے معنی نظریہ یا عقیدہ کے ہیں۔یونانی زبان میں لفظ Narcissus کا لغوی مطلب غنودگی، نشہ، خود فراموشی ہے۔نرگسیت کا تعلق تحلیل نفسی کی بعض دیگر اصطلاحات کی طرح یونانی اساطیر سے ہے۔یونانی اساطیر پر لکھنے والا شاعر پبلیس اوویڈیس نیسو (Publius Ovidius Naso) (43 ق م) اپنی شاعری کی کتاب "Ovid-The Metamorphoses" میں نارسس (Narcissus) کا لفظ استعمال کیا۔

> "Famous throughout all the Aonian cities, Tiresias gave faultless answer to people who consulted him. Dusky Liriope, the Naiad,was the first to test the truth and the accuracy of his words, whom once the river god Cephisus clasped in his winding streams, and took by force under the waves. This loveliest of nymphs gave birth at full term to a child whom, even them, one could fall in love with, called Narcissus. Being consulted as to whether the child would live a long life, to ripe old age, the seer with prophetic vision replied " If he does not discover himself".

یونانی اساطیر کے مطابق نارسس (Narcissus) دریا کے دیوتا سیفیسس (Cephisus) کے لری اوپ (Liriope) سے ریپ (Rape) کے نتیجے میں پیدا ہوا۔بہت سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں نارسیس کو پانے کی خواہش رکھتے تھے ۔ پہاڑوں کی دیوی ایکو بھی نارسیس پر فدا تھی۔ مگر نارسیس خود پسندی کی وجہ سے کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔نرگسس (Narcissus) کو کھیتوں میں گھومتے دیکھ کر ایکو اس کے پیار میں جلنے لگی۔ایکو اس سے اظہار محبت بھی نہ کر سکتی تھی ۔ صرف اس کے الفاظ کو دہرا سکتی تھی جس پر نارسس اسے طعنہ دیتا ہے نارسس کے طعنے کی وجہ سے ایکو افسردہ ہو گئی جس پر دریاؤں اور پہاڑوں کی دیویوں نے نارسس کو بددعا دی کہ وہ اپنے ہی پیار میں مبتلا ہو جائے۔ نرگس پانی میں اپنا عکس دیکھتا ہے اور اپنے سائے سے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

وہ اپنی ستاروں جیسی آنکھیں، خوبصورت بال، جوانی سے بھرپور رخسار، ہاتھی کے دانت جیسی گردن، چہرے پر گلاب جیسی سرخی اور برف جیسی سفیدی کو غور سے دیکھتا ہے اور اپنی ہر چیز کی تعریف کرتا ہے۔نرگسیت میں مبتلا دیکھ کر ایکو کو بھی اس پر ترس آتا ہے۔آخرکار نرگس (Narcissus) موت کو گلے لگالیتا ہے۔اس کی بہنیں جل پری (Naiads)، خشکی کی پری (Dryads) افسوس کے لیے نارسس کے پاس جمع ہوتی ہیں۔ایکو بھی افسوس کے لیے ان کے پاس آتی ہے۔وہ تینوں آخری رسومات کی تیاری کے لیے جاتی ہیں مگر واپسی پر دیکھتی ہیں کہ وہاں نرگس (Narcissus) نہیں تھا بلکہ اس کی جگہ زرد دل کے گرد سفید پتیوں والا نرگسی پھول تھا۔(4) پروفیسر انور جمال "ادبی اصطلاحات" میں نرگسیت کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

> "نرگسیت بنیادی طور پر علم نفسیات کی اصطلاح ہے جس سے خود پرستی، محویت یا ذات مراد ہے۔خود اپنی ہر ادا پر سو سو جان سے فدا ہونا "نرگسیت" ہے۔خود ہی محب خود ہی محبوب، گویا "پیش نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں" کی کیفیت

ہوتی ہے اپنی ذات میں اسی قدر محور رہنا کے بیرون ذات ہیچ لگنے لگے۔ نفسیات میں نرگسیت بیماری بھی ہے اور علاج بھی۔ تنقید ادب نے یہ اصطلاح ایسے فنکاروں کے لیے استعمال کی ہے جو خودپرستی کی قابل رحم حالت میں مبتلا ہوں۔ خود پسندی انانیت اور تعلی نرگسیت ہی کے مظاہر ہیں۔ فنکار میں پرستش ذات اور انانیت کی سطح عمومی انسانوں سے بلند تر ہوتی ہے۔ "(5)

سگمنڈ فرائڈ اپنی تصنیف "On Narcissism: An Introduction" میں نرگسیت (Narcissism) کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"The term narcissism is derived from clinical description and was chosen by Paul Nacke in 1899 to denote the attitude of a person who treats his own body in the same way in which the body of a sexual object in ordinarily treated who looks at it, that is to say, strokes it and fondles it till he obtains complete satisfaction through these activities. Developed to this degree, narcissism has the significance of a perversion that has absorbed the whole of the subject's sexual life and it will consequently exhibit the characteristics which we expect to meet within the study of all perversions."(6)

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق نرگسیت (Narcissism) کا تصور سب سے پہلے ہیولاک ایلس (Havelock Ellis) نے 1898ء میں دیا۔

"The concept of narcissism was originally introduced in 1898 by the English sexologist Havelock Ellis (1898-1993) in an article entitled " Auto-erotism: A Psychological study."(7)

انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا کے مطابق نرگسیت کا مفہوم اس طرح سے ہے۔

"Narcissism pathological self-absorption, first identified as a mental disorder by the British essayist and physician Havelock Ellis in 1898. Narcissism is characterized by an inflated self-image and addiction to fantasy, by an unusual coolness and composure shaken only when the narcissistic confidence is threatened, and by the tendency to take others for granted or to exploit them. The disorder is named for the mythological figure Narcissus, who fell in love with his own reflection. According to Sigmund Freud, narcissism is a normal stage in child

development, but it is considered a disorder when it occurs after puberty.”(8)

ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق فرائڈ کی تحریروں میں نرگسیت کی جنسی اور جذباتی اہمیت بارے کہتے ہیں کہ گو نرگسیت کو الفت ذات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے مگر تحلیل نفسی میں اس کی اساس جنسیت ہے۔ چنانچہ فرائڈ نے جنسی ارتقاء کے جو مدارج مقرر کیے، نرگسیت بھی ان میں سے ایک ہے۔ فرائڈ نے نرگسیت کو ابتدائی اور ثانوی میں تقسیم کر کے دونوں کی امتیازی خصوصیات واضح کی ہیں۔ ابتدائی نرگسیت کا مرکز جسم اور اس سے وابستہ جنسی اور حسی کیفیات کی لذت ہوتی ہے جبکہ ثانوی نرگسیت کا جسم نہیں بلکہ ذہن محور بنتا ہے۔ اس کا مظاہرہ تکمیل ذات کے لیے حصول مقاصد اور تخلیقی کاوشوں سے وابستہ فخر اور مسرت سے ہوتا ہے بالعموم باور کیا جاتا ہے کہ ذہن کی سطح پر نرگسیت غیر جنسی ہوتی ہے لیکن ایسا نہیں اور فرائڈ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ نرگسیت کی بیشتر صورتوں میں اعمال کا بھی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جو دوسروں کی محبت سے مخصوص سمجھے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق جنسیت کے علاوہ بھی نرگسیت کی صحت مند حدود میں ایک صورت اس طرح سے ہے۔

"جہاں تک عمومی صورت اور نارمل حالت میں صحت مند حدود میں رہتے ہوئے نرگسیت کی نفسی قوت کا تعلق ہے تو یہ فرد کو عام لوگوں کی بھیڑ سے ممتاز کرتے ہوئے اسے تخلیقی فنکار بنا کر اس میں اعلی مقاصد کی لگن پیدا کر کے ارتفاع کے نفسی عمل کو شخصیت کا عکاس اور انفرادیت کا مظہر بنا دیتی ہے۔ الفتِ ذات اگر منفی اور سلبی رجحانات سے پاک ہو اور وہ اظہار کے لیے مریضانہ راستوں پر نہ چل نکلے تو نرگسی شخصیت اظہار کے لیے ایسے فنکارانہ اور خلاقانہ طریقے اختیار کرتی ہے کہ ذات کی تمام جہات نمایاں ہو کر سامنے آ جاتی ہیں۔" (2۔۔۔ص62،61)

نرگسیت کے مذکورہ بالا اساطیری تصور، فرائڈ کے تصور، مختلف لغات، انسائیکلوپیڈیا اور ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کسی طرح سے بھی نرگسی شاعر نہیں ہیں اور نہ ہی تحلیل نفسی کی اصطلاح نرگسیت پر کسی بھی طرح سے پورا اترتے ہیں کہ ہم انہیں نرگسی شاعر کہہ سکیں۔ تا ہم ڈاکٹر سلام سندیلوی نے زیادہ تر انحصار کیرن ہارنی پر کیا۔ کیرن ہارنی نے کئی امور پر فرائڈ سے اختلاف بھی کیا لیکن نرگسیت کے تصور کو اس نے نفسیاتی پس منظر سے الگ کر کے سماجی پس منظر میں دیکھا۔ ڈاکٹر سلام سندیلوی کے بقول

"کیرن ہارنی نرگسی رجحان پر جبلی بنیاد کی روشنی میں غور نہیں کرتا ہے بلکہ اس کو سماجی ماحول کا اثر قرار دیتا ہے۔"(3۔۔ ص54)

ڈاکٹر سلیم اختر، سلام سندیلوی کی تقریبا 50 کے قریب نرگسی شعراء کی فہرست میں سے صرف ایک شخصیت پر متفق تھے۔ اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں

"ڈاکٹر سلام نے جن خصوصیات کے ابواب مقرر کیے ہیں وہ انسانی قدار سے متعلق ہونے کی بنا پر یقینا نفسیاتی مطالعے کی حدود میں آتی ہیں لیکن اردو غزل کی حد تک ان سے نفسیاتی تلازمات وابستہ نہ کیے گئے جبکہ بیشتر کا اخلاقی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جاتا رہا ہے۔ اس اہم حقیقت کو پیش نگاہ نہ رکھنے کا یہ نتیجہ نکلا کہ ڈاکٹر صاحب نے اشعار کو ان کے درست تناظر سے الگ کر کے نرگسیت کی جھولی میں ڈال دیا اور اسی لیے انہیں اردو شعراء میں سے اتنی کثیر تعداد میں نرگسی شعراء مل گئے۔ مجھے ذاتی طور پر صرف ایک غالب ہے جو نرگسی شخصیت کی ایک مکمل مثال نظر آتا ہے اپنی زندگی میں بھی اور کلام میں بھی۔"(2۔۔/۔ص64)

ڈاکٹر سلام سندیلوی نے اپنی تالیف "اردو شاعری میں نرگسیت" کے پانچ ابواب میں اقبال کا تذکرہ کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔ "اردو شاعری میں خودداری ، اردو شاعری میں خود پسندی ، اردو شاعری میں دفاعی قوت اور تخلیقی خواہش کا اظہار، اردو شاعری میں تصوریت، اردو شاعری میں دنیا سے کنارہ کشی کا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

رجحان۔"ڈاکٹر سلام سندیلوی کے مطابق اقبال کے ہاں دو طرح کی خودداری پائی جاتی ہے۔ پہلی قسم کی خودداری کا تعلق ذات سے جب کہ دوسری قسم کی خودداری کا تعلق کائنات سے ہے۔ سلام سندیلوی کے مطابق اقبال کی شاعری میں خودداری کے علاوہ خود پسندی، دماغی قوت اور تخلیقی خواہش، تصوریت اور دنیا سے کنارہ کشی کا رجحان موجود ہے۔اقبال کی شاعری میں موجود مذکورہ بالا عناصر سے سلام سندیلوی نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اقبال ایک نرگسی شاعر تھے اور ان کی شاعری میں نرگسیت وافر پائی جاتی ہے لیکن ڈاکٹر سلیم اختر نرگسیت کے اس تصور سے متفق نہیں ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

"اقبال کی زندگی کے دو تین ایسے واقعات بھی درج ہیں جہاں خودداری کو خودداری کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ گو اقبال کے کلام سے بھی خودداری کی مثالیں بہم پہنچائی گئی ہیں اور وہ بادی النظر میں غلط بھی معلوم نہیں ہوتیں لیکن بنیادی سوال برقرار رہتا ہے کہ ان واقعات اور ان کے ساتھ ساتھ اشعار کا نرگسیت سے کیسے تعلق ثابت ہوا اور پھر یہ نرگسیت اقبال میں کہاں سے آگئی؟ واضح رہے کہ جب نرگسیت کی بات کی جاتی ہے، اس سے واقعی نرگسیت ہی مراد ہو۔ وہ نرگسیت جو تحلیل نفسی کے اہم ترین تصورات میں سے ہے نہ کہ نرگسیت کا ایک خود ساختہ مفہوم۔اس ضمن میں یہ اساسی حقیقت بھی ملحوظ رکھنی لازم ہے کہ اقبال کے کلام میں خودداری اور اس کے ساتھ ساتھ فقر قلندری درویشی وغیرہ پر گو خاصی تعداد میں اشعار مل جاتے ہیں لیکن وہ نرگسیت یا کسی اور نفسیاتی الجھن کے غماز نہیں بلکہ اقبال کے اس نظام اخلاق کا ایک جزو ہیں جسے اقبال نے مسلمانان عالم کے لیے تشکیل دیا تھا۔" (2۔۔پ67،68)

عبدالواحد معینی نے "مقالات اقبال" میں اقبال کے ایک خط کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال حسن سے متاثر تو ہوتے ہیں لیکن ایک مختلف انداز سے۔

"آخر اپنے مسلمان رہنما کو جو اکثر زبان جانتا تھا کچھ انعام دے کر جہاز کو لوٹا۔ یہاں جو پہنچا تو ایک اور نظارہ دیکھنے میں آیا۔ تختہ جہاز پر تین اطالین عورتیں اور دو مرد وائلن بجا رہے تھے اور خوب رقص و سرور ہو رہا تھا۔ان عورتوں میں ایک لڑکی جس کی عمر تیرہ چودہ سال کی ہوگی نہایت حسین تھی۔ مجھے دیانت داری کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرنا چاہیے کہ اس کے حسن نے تھوڑی دیر کے لیے مجھ پر سخت اثر کیا۔ لیکن جب اس نے چھوٹی سی تھالی میں مسافروں سے انعام مانگنا شروع کیا تو وہ تمام اثر زائل ہو گیا۔ کیونکہ میری نگاہ میں وہ حسن جس پر استغناء کا غازہ نہ ہو بدصورتی سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔(9)

ڈاکٹر سلیم اختر ، سید شبیہ الحسن کی تصنیف "تنقید و تحلیل" سے ایک ایسا اقتباس نقل کرتے ہیں جس میں فاضل مصنف (شبیہ الحسن) نے اقبال کے چند اشعار پیش کر کے انہیں ہر لحاظ سے ایک نرگسی شاعر قرار دیا ہے۔ان کا تصور خودی ایک ایسا ہی آئینہ ہے جس میں وہ محو تماشا رہتے ہیں۔ان کے حسب ذیل اشعار میں اور اسی طرح کے بہت سے اشعار میں نرگسیت کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔

" وہ مے کش ہوں فروغ مئے سے خود گلزار بن جاؤں

ہوائے گل فراق ساقی نا

مہرباں تک ہے۔

گدائے میکدہ کی شان بے

نیازی دیکھ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

پہنچ کے چشمہ حیوان پہ

توڑتا ہے سبو

روز حساب جب میرا پیش ہو دختر عمل

آپ بھی شرمسار ہو مجھ کو بھی شرمسار کر! "(2پ73،72)

ڈاکٹر سلیم اختر،سید شبیہ الحسن کی نرگسیت کی اس مثال سے متفق نہیں اور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ان اشعار میں نرگسیت کہاں سے آگئی؟ اس کی وضاحت نہیں کی گئی۔ بادی النظر میں ان سے جو مفہوم مترشح ہے، اس سے قطع نظر ان اشعار کا لب و لہجہ نرگسیت کے نفسیاتی تصور سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔ یوں کھینچ تان کر ان میں اپنے مطالب ٹھونسے جائیں تو اور بات ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر اپنی تصنیف "اقبال کا نفسیاتی مطالعہ" میں دونوں بڑے ناقدین، ڈاکٹر سلام سندیلوی اور سید شبیہ الحسن کے مقالات کو مکمل رد کرتے ہیں جس میں انہوں نے کلام اقبال اور خاص طور پر تصور خودی کو نرگسیت زدہ قرار دیا تھا۔ ڈاکٹر سلیم اختر کا کہنا ہے یکہ اقبال جو حرکت اور جدوجہد کا شاعر ہے۔اسے محض نرگسیت میں مقیید کر دینا کہاں کا انصاف ہے۔؟ڈاکٹر سلیم اختر نے جب "اقبال کا نفسیاتی مطالعہ" پر قلم آزمائی کی تو انہیں طنز و تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔نعیم صدیقی نے لکھا۔

> "ہمارے زمانے کے ماہر نفسیاتی تجزیہ کار نے اقبال کی شخصیت کو ٹیسٹ ٹیوب میں ڈال کر دیکھا ہے کہ اقبال فی الحقیقت ہے کیا!؟ بظاہر یہ نفسیاتی تجزیہ ہے مگر درحقیقت یہ نفسیاتی پوسٹ مارٹم۔ پوسٹ مارٹم کے ساتھ جرم کا تصور شامل ہو جاتا ہے اور مضمون کا ماحصل بھی یہی ہے کہ اقبال کے دماغ میں سے جرم کا وہ کیڑا پکڑا گیا ہے جس نے ان سے اتنی زوردار شاعری کرائی اور انہیں حکیم الامت بنا کے چھوڑا۔(10،،ص27،26)

نعیم صدیقی ڈاکٹر سلیم اختر کے اس اقدام پر صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ جو شخصیت ہر دل عزیز ہو ہم اس کے بارے میں کسی دوسرے نقطہ نظر سے بات سننا گوارا ہی نہیں کرتے ہیں۔ایسے لوگ پتا نہیں کیوں بھول جاتے ہیں کہ اقبال ایک انسان تھے اور سب سے بڑھ کر شاعری پر انہیں ملکہ حاصل تھا۔ نعیم صدیقی ڈاکٹر سلیم اختر کے ،اقبال کے نفسیاتی مطالعہ کو ایک مریضانہ اقدام گردانتے ہیں۔وہ استفہامیہ انداز میں تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔

> "قلمی برادری کے وسیع رشتے میں سے میں اپنے فاضل نفسیاتی تجزیہ کار سلیم اختر سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ اپنے والدین کا بھی نفسیاتی تجزیہ کرنا پسند کریں گے ؟ اور اس کاریگری کے ہاتھ دکھانے ہوں تو تمام بزرگانِ ملت، اولیاء اتقیاء کی صفیں آپ کے سامنے ہیں۔کیا ان سب کا نفسیاتی تجزیہ شروع کر دینا چاہیے ؟اس سے بھی زیادہ اہم سوال یہ ہے کہ کوئی نفسیاتی تجزیہ کار خود اپنا تجربہ تجزیہ کیوں نہیں کرتا؟فرائیڈ کے فلسفہ "تجزیہ نفس" کے پس منظر میں اس کا مریضانہ ذہن کام کر رہا ہے۔"(10۔۔ص279)

اس اقتباس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نفسیاتی حوالے سے یہ کام کرنا کتنا خطرناک تھا۔اگر دیکھا جائے تو بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود سلیم اختر نے اس کٹھن کام کو کرنے کا بیڑا اٹھایا۔یہ موضوع کس قدر حساس ہے اس کا اندازہ سلیم اختر کو بخوبی تھا مگر ان سب باتوں کے باوجود انہوں نے اپنے لیے اسے ایک چیلنج سمجھ کر پورا کیا۔انہیں اس بات کا علم تھا کہ ہم اپنے ہیروز اور مشاہیر کا بت بنا لیتے ہیں۔ایسی شخصیت پر نفسیاتی نقطہ نظر سے کوئی تحقیق کرنا اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف ہے۔وہ اقبال کے نفسیاتی امور سامنے لانا چاہتے تھے۔اپنے اس مقصد کے لیے انہوں نے اپنے عہد کے بیشتر ناقدین کی مخالفت مول لی۔انہی اعتراضات پر بات کرتے ہوئے سلیم اختر لکھتے ہیں کہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

"میرا مقصد نہیں کہ اقبال پر ضروری کیچڑ اچھالا جائے۔صرف افترپردازی اور الزام تراشی سے ہی شخصیت اجاگر ہو سکتی ہے اور ہم انہیں صرف گندگی کے حوالے سے ہی انسان تسلیم کر سکتے ہیں۔ایسا نہیں اور نہ ہی ایسا ہونا چاہیے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ حقائق سے چشم پوشی نہ ہو۔اس نوع کی باتوں بلکہ معلومات سے اس وقت فرق پڑتا ہے جب ان کی روشنی میں فنکار کی شخصیت میں کوئی نمایاں تغیر یا انقلاب رونما ہوتا یا ان سے اس کے فن کی نئی جہت سامنے آتی ہو یا پھر بعض فن پاروں پر نئے زاویے سے یوں روشنی پڑے کہ ان کے معنی میں وسعت یا مفہوم میں گہرائی پیدا ہوتی ہوا گر شراب نوشی سے فن متاثر نہیں ہوتا تو آج کے ناقد کے لیے اس پر زور دینا بے معنی ہے۔،،(2پ26،27)

سگمنڈ فرائیڈ جنسی ارتفاع کے جس محرک کی بات کرتا ہے۔ہمارے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ کیا اقبال کی حیات میں بھی ایسا کوئی محرک موجود تھا، جس نے اقبال کی شخصیت وفن پر اپنا اثر چھوڑا؟ سلیم اختر نے مختلف دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ اقبال کی شخصیت کے کچھ گمنام گوشے ایسے محرکات سے خالی نہ تھے اور یہ محرکات کسی نہ کسی حوالے سے ان کے فکر و فلسفہ پر اثر انداز بھی ہوئے۔علامہ اقبال کی تخلیقی و جذباتی زندگی میں نسوانی ذات اور حسن پرستی کے وافر عناصر موجود ہیں۔عطیہ فیضی کے خطوط شائع ہونے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ اقبال حسن پرست تھے اور انسان کی معراج پر متمکن تھے۔ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں۔

"عطیہ بیگم فیضی اردو ادب میں اب ایک "(Legend)"ایسی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔کہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ واقعی شبلی کے لیے فینی بران اور اقبال کے لیے بیٹریس تھی لیکن اتنا یقینی ہے کہ اردو کے ان دو عظیم ادیبوں نے عطیہ کی شخصیت سے بہت گہرے اثرات قبول کیے۔،،(2 پ46)

ڈاکٹر سلیم اختر عطیہ فیضی اور اقبال کے تعلق کے بارے میں وضاحت کے ساتھ دوٹوک انداز میں کچھ فیصلہ نہ کر سکے۔اس بارے میں اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ تعلق لاشعوری طور پر محض عشق و محبت کی حد تک تھا یا فکری و ذہنی ہم آہنگی کی بناء پر تھا؟ یہ بھی حقیقت ہے کہ و یگے ناسٹ اور سینے شل جیسی خوبرو دانشور جہاں اقبال کی توجہ کا مرکز بنیں وہاں وہ مشرقی خاتون جو حسن و جمال کے علاوہ فلسفہ کے دلدادہ، یقیناً اقبال کے لیے مقناطیسی کشش کا باعث بنی ہو گی۔عطیہ فیضی کے خطوط کے بعد یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ اقبال فطرت کے حسن سے متاثر ہونے والا انسان تھا۔اگر دیکھا جائے تو کسی خوبرو خاتون کے حسن سے متاثر ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔

اقبال اپنی تصنیف "منتشر خیالات "(Stray Reflection)میں روئے زمین کی سب سے دل آویز چیز کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"خود بینی کے احساس سے بے پرواہ، ایک بہت زیادہ خوبصورت عورت مجھے خدا کی سرزمین پر سب سے دل آویز شے لگتی ہے"۔(11)

اقبال کا نفسیاتی مطالعہ اور دوسرے مضامین علامہ اقبال کی نرگسیت کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے یہ ایک اہم کتاب ہے۔کتاب کا پہلا حصہ شخصیت کے عنوان سے ہے جس میں تین مضامین اقبال کا نفسیاتی مطالعہ، کیا اقبال نرگسی تھے؟،اقبال کی پہلی شادی اور خانگی زندگی شامل ہیں جب کہ دوسرا حصہ فکر و فن کے عنوان سے ہے جس میں دس مضامین اقبال کا تنقیدی شعور ،تو شب آفریدی چراغ آفریدم، حالی اور اقبال کے مقاماتِ آہ وفغاں، غزل میں نئی جہت۔۔۔اقبال، اقبال کی نثر کا مزاج، علم الاقتصاد، نقدِ اقبال کا تجزیاتی مطالعہ، ملی نشاۃِ ثانیہ کا نقیب: اقبال، اقبال اور نظریہ پاکستان کی اساس، کیا آج اقبال کی ضرورت ؟شامل ہیں۔اقبال کے نفسیاتی مطالعہ کے لئے ڈاکٹر سلیم اختر نے علامہ اقبال کی ازدواجی زندگی اور عطیہ کے خطوط کو بنیاد بنایا ہے۔عطیہ بیگم کے نام 9اپریل 1909ء کے مکتوب میں بہت تلخ لہجہ میں اقبال نے اپنی شادی کا ذکر کیا ہے:

"وہ مجھ پر کوئی سی بیوی زبردستی منڈھ دینا چاہتے ہیں۔میں نے اپنے والد کو لکھ دیا ہے کہ انہیں میری شادی ٹھہرانے کا کوئی حق نہ تھا بالخصوص جب کہ میں نے اس قسم کے تعلق میں پڑنے سے انکار کر دیا تھا۔میں اس کی کفالت کرنے پر بالکل رضامند ہوں لیکن میں اسے اپنے ساتھ رکھ کر اپنی زندگی اجیرن بنانے کے لیے ہر گز تیار نہیں ہوں۔ انسان ہونے کی حیثیت سے مجھے اور خوشی حاصل کرنے کا حق ہے۔ اگر سوسائٹی مجھے وہ حق دینے سے انکار کر دے تو میں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

دونوں کا کھلم کھلا مقابلہ کروں گا۔واحد علاج یہ ہے کہ میں اس بد بخت ملک کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جاوں یا پھر شراب نوشی میں پناہ لوں جو خود کشی کو آسان بنا دیتی ہے۔کتابوں کے یہ مردہ، بنجر اوراق مجھے مسرت نہی دے سکتے۔میری روح میں کافی آگ پنہاں ہے جو انہیں جلا سکتی ہے اور تمام سماجی رسوم کو بھی! آپ کہیں گی کہ ایک اچھے خدا نے یہ تمام چیزیں پیدا کی ہیں، ممکن ہے ایسا ہی ہو مگر اس زندگی کے واقعات ایک مختلف نتیجہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔کسی اچھے خدا کی بجائے کسی قادر مطلق شیطان پر یقین لے آنا زیادہ آسان ہے۔براہ کرم ان خیالات کے اظہار کے لئے معاف کیجیے گا۔میں ہمدردی کا خواستگار نہیں ہوں۔آپ میرے بارے میں سب کچھ جانتی ہیں اور اسی وجہ سے میں نے اپنے خیالات کو الفاظ کا جامہ پہنانے کی جرات کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ سمجھ گئی ہوں کہ میں نے ملازمت سے کیوں انکار کیا۔"(12)

اقبال کی پہلی شادی کریم بی بی سے ہوئی جس سے دو بچے معراج بیگم اور آفتاب اقبال پیدا ہوئے۔دوسری شادی سردار بیگم سے ہوئی نکاح تو ہوا مگر ایک گمنام خط کی وجہ سے رخصتی نہ ہو سکی۔تیسری شادی مختار بیگم سے ہوئی جس کا تعلق لدھیانہ سے تھا۔تیسری بیوی کے ساتھ انار کلی والے مکان میں رہائش پذیر ہوئے تو پتہ چلا کہ گمنام خط والا کوئی وکیل تھا جو سردار بیگم سے شادی کرنا چاہتا تھا۔بہتان ثابت ہونے پر آپ نے سردار بیگم کو بھی لاہور انار کلی والے مکان میں بلا لیا دونوں بیویوں کے ساتھ اسی مکان میں رہنے لگے۔ڈاکٹر سلیم اختر اپنی تصنیف اقبال کا نفسیاتی مطالعہ میں لکھتے ہیں۔اقبال کو ایک مفکر، معلم اور فلسفی کے روپ میں پیش کرنے والے یہ فراموش کر دیتے ہیں کہ کبھی وہ بھی جوان ہو گا اور قلب و نظر اور ذہن متنوع اثرات کی آماجگاہ بھی بنے ہوں گے۔چنانچہ اگر غلطی سے کوئی چونکا دینے والی بات سامنے آجائے تو ذہن کو گویا 440 وولٹ کا جھٹکا لگتا ہے۔مثلا اقبال کی یادداشتوں پر مشتمل نوٹ بک "Stray Reflections"(مرتبہ جاوید اقبال) میں اقبال نے ایک موقع پر یہ بتاتے ہوئے کہ اسکی زندگی میں ہیگل، گوئٹے، غالب، بیدل اور ورڈزورتھ کے افکار و نظریات اور شاعری نے کیا کردار ادا کیا، اس امر کا بھی اعتراف کیا کہ ورڈزورتھ نے "زمانہ طالب علمی میں مجھے دہریت سے بچا لیا۔اگرچہ پہلی شادی سے اقبال خوش نہ تھے تاہم "حقیقی شادی" کے بارے میں اقبال کی یہ رائے اہمیت کی حامل ہے۔

> "The beauties of nature can be realized
> only through the eyes of lover. Hence
> the importance of a true marriage.

لیکن دو شادیاں ہونے کے بعد اقبال کا شادی تصور بدل جاتا ہے سر راس مسعود کو ایک خط میں اس طرح سے تحریر کیا: شادی کا بنیادی مقصد صالح، توانا اور خوش شکل اولاد پیدا کرنا ہے اور رومان کا اس میں دخل نہ ہونا چاہیے "اقبال سوچ میں بڑی تبدیلی یہ آئی کہ حسن فطرت کی جگہ حسن اولاد نے لے لی۔ڈاکٹر سلیم اختر اقبال کے نفسیاتی مطالعہ میں لکھتے ہیں

> "اقبال کیوں کہ شاعر مشرق، مفکر اسلام اور حکیم الامت ہے اس لئے اس کے بارے میں ہر گز ہر گز کوئی ایسی بات نہ لکھی جائے جس سے وہ انسان بلکہ زیادہ بہتر تو یہ ہے کہ مرد ثابت ہو۔"(2۔۔ص20)

ڈاکٹر سلیم اختر نے اقبال کے نفسیاتی مطالعہ میں اقبال کو شاعر مشرق، مفکر اسلام، حکیم الامت، معلم اور فلسفی کے پردوں کو ہٹا کر ایک عام انسان ثابت کرنے کی محتاط کوشش کی ہے۔اور نفسیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بہت سے دریچے کھول دیئے ہیں۔ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق اقبال نرگسی نہیں تھے کیونکہ ڈاکٹر سلام سندیلوی کی نرگسیت کی تعریف سے ڈاکٹر سلیم اختر کسی بھی طرح متفق نہیں تھے۔اس کی کتاب کے پہلے حصے شخصیت کا آخری مضمون "اقبال کی پہلی شادی اور خانگی زندگی" شامل ہے کتاب کے دوسرے حصے میں فکر و فن پر دس مباحث شامل ہیں۔فکر و فن کے مضمون "کیا اقبال کی آج ضرورت ہے؟" میں لکھتے ہیں۔

"پاکستان اب اچھا خاصا صنعتی ملک بن چکا ہے اور ہم کھڈی اور دھونکنی کے دور سے نکل کر ہیوی مشنری کمپلیکس میں داخل ہو چکے ہیں لیکن اس ملک میں ایک صنعت اور بھی ہے جس کی طرف اب تک لوگوں کی توجہ مبذول نہیں ہوئی اور یہ ہے صنعتِ اقبال! اقبال انڈسٹری کی حالت گو اجارہ داری ایسی ہے لیکن پیٹ بے شمار لوگوں کا بھرتا ہے۔ چنانچہ اونچے درجے کے افسران سے لیکر ایک عام حیثیت قوال تک سبھی کی مشترکہ سعی نے اقبال کا ایک ''Cult'' بنا رکھا ہے۔"(2۔۔ص235)

حوالہ جات

1) عثمان، پروفیسر محمد۔(1974)پیش لفظ مشمولہ "اقبال کا نفسیاتی مطالعہ"، مصنف سلیم اختر۔لاہور، ناشر مکتبہ عالیہ، ص،7

2) اختر، سلیم(2008)،"اقبال کا نفسیاتی مطالعہ اور دوسرے مضامین"۔لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ص،16،58،60، 61،6562 ,
67،68،72،73،26،27،46، 20،235

3) سندیلوی، سلام(1973)،"اردو شاعری میں نرگسیت"، لکھنو، نسیم بک ڈپو،54, 15,58 , 14

Translation by A.S. Kline, (2000) ''Ovid the Metamorphoses'' university of Vermont, P,150............(4

5) جمال , انور (2010) ادبی اصطلاحات، اسلام اباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن ص 171

6) (Freud, Sigmund (1914), '' On Narcissism: An Introduction
(

(7) www.oxford reference. Com/narcissi •

www.britannica.com/naricissis •
(8)

(9) (معینی، عبدالواحد(2011ء)،"مقالات اقبال"،لاہور، القمر انٹرپرائزر، ص،1

(10)نعیم صدیقی،(1999ء)،اقبال کا شعلہ نوا، لاہور الفصیل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار، ص،26۔27،279

(11) اقبال، محمد (1975ء)،"بکھرے خیالات/"Story Reflections" مترجم مولوی عبدالحق، دہلی، شعبہ اردو دہلی یونی ورسٹی، ص،102)

(12) نقوی، مظفر عباس، مترجم(1974ء)"خطوطِ اقبال بنام عطیہ فیضی"، علی گڑھ، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، ص،19-2